

عصر حاضر کے مسائل اور
ریسرچ و تحقیق

جناب ڈاکٹر یوسف قرضاوی / شیخ عبدالنقاد عماری
جناب ڈاکٹر علی سالوس / شیخ محمد متولی شندادی

اعضا کی پیوند کاری

بعض عرب علماء کے خیالات

جدید مسائل میں اعضا کی پیوند کاری ایک اہم مسئلہ ہے اس کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں علماء کی رائیں مختلف ہیں۔ پیش نظر مقالہ میں عالم عرب کے چار اصحاب علم ڈاکٹر یوسف القرضاوی شیخ عبدالنقاد عماری، ڈاکٹر علی سالوس اور شیخ محمد متولی شندادی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس میں زیادہ تر رائیں جواز کے حق میں ہیں دوسرے نقطہ نظر کے لئے بھی صفحات حاضر ہیں (ادارہ)

کیا کسی مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنے جسم کا کوئی عضو کسی دوسرے کو دیرے اگر جواب اس کے جواز میں ہے تو کیا یہ جواز مطلق ہے یا اس کی کچھ شرطیں ہیں۔ اگر نہیں تو کیا ہیں؟ اگر عضو کا عطیہ دیا جاسکتا ہے تو کس کو؟ صرف قریبی رشتہ دار کو یا صرف مسلمان کو یا کسی بھی انسان کو؟ اسی طرح جب انسانی عضو کا عطیہ جائز ہے تو کیا اس کی بیع بھی جائز ہے؟ موت کے بعد کسی عضو کا عطیہ جائز ہے یا یہ میت کی حرمت کے منافی ہے؟ کیا کسی انسان کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی موت کے بعد اپنے اعضا کے استعمال کا حق دے دے یا یہ حق اس کے صرف اقربا کو پہنچتا ہے؟ کیا یہ اختیار حکومت کو بھی ہے کہ وہ دوسرے اشخاص کو بچانے کے لئے حادثات سے دوچار اشخاص کے بعض اعضا کو لے لے کر مسلمان کے جسم میں کسی غیر مسلم کا عضو جوڑا جاسکتا ہے کیا مسلمان کے جسم میں ایسے جانور کا عضو جوڑا جاسکتا ہے جس کا نجس ہونا واضح ہے مثلاً سور وغیرہ یہ ہیں وہ سوالات جو اس مسئلہ کے ذیل میں پیدا ہوتے ہیں ان کے جوابات بعض علماء نے یہ دئے ہیں۔

کیا عضو کا عطیہ جائز ہے؟ ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے اس سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ مسلمان اپنے جسم کے

بعض اعضا یا کسی حصہ کو اپنی زندگی میں کسی ایسے شخص کو عطیہ کر سکتا ہے جو شرعی تکلیف و مفرت میں مبتلا نہ ہو۔ لیکن یہ جواز مطلق نہیں بلکہ مقید ہے۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی ایسے عضو کا عطیہ

رے جس سے خود اس کو نقصان پہنچے یا کسی کی حق تلفی ہو۔

شیخ احمد بن حنبل اس بات کے قائل ہیں کہ کسی مریض کو موت کے پنجے سے نجات دلانے کے لئے میت کے جسم سے ایک یا ایک سے زائد عضو نکال کر مریض کے جسم کی پیوند کاری کی جاسکتی ہے۔ وہ اسے میت کی بے حرمتی نہیں سمجھتے کیونکہ میت کے منہ اور اس کی بے حرمتی کے مقابلہ میں کسی مریض کو موت سے بچانا زیادہ اہم ہے لیکن کسی زندہ شخص سے دوسرے زندہ شخص میں ایسے اعضا کا منتقل کرنا جائز نہیں جن پر اس کی زندگی کا دار و مدار ہو مثلاً دل قطع نظر اس کے کہ عطیہ دہندہ اس کی اجازت دے یا نہ دے۔

عضو کا عطیہ کس کو؟ اگر مسلمان عضو کا عطیہ دے سکتا ہے تو کس کو؟ صرف مسلمان کو یا ہر انسان کو دیا جا دیا جاسکتا ہے؟ اس کا جواب ڈاکٹر یوسف قرضاوی یہ دیتے ہیں۔

بدن کا عطیہ مال کے صدقہ کی طرح ہے جو مسلم اور غیر مسلم ہر ایک کو دیا جاسکتا ہے البتہ حربی کو جو مسلمانوں سے برسرِ جنگ ہو، نہیں دیا جاسکتا۔ میرے نزدیک اسی طرح اس شخص کو بھی نہیں دینا چاہئے جو اسلام کے خلاف ریشہ دو انیاں کر رہا ہو اور فکری میدان میں برسرِ پیکار ہو۔ اسی طرح مرتد کو بھی عطیہ نہیں دیا جاسکتا کیونکہ مرتد اسلام کی نظر میں قتل کا مستحق ہے لہذا اس کی زندگی کو بچانے میں کیسے تعاون کیا جا سکتا ہے؟

جب مسلم اور غیر مسلم دونوں اس حال میں ہوں کہ عضو انسانی کے دونوں محتاج ہوں تو مسلمان کو ترجیح دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

«الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ (التوبہ ۷۱)»

مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

یہی نہیں بلکہ ایک صالح اور متقی مسلمان، فاسق و فاجر مسلمان کے مقابلہ میں عضو انسانی کے عطیہ کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ متقی و پرہیزگار شخص کو عضو دے کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کی مدد کرنا ہوگا۔ بر خلاف فاسق و فاجر کے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس کی معصیت میں استعمال کرتا ہے اسی طرح جب مستحق عضو مسلمان رشتہ دار یا پڑوسی تو دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں عطیہ کا زیادہ مستحق ہوگا اس لئے کہ پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے حقوق زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ رشتہ داروں میں بھی دور اور نزدیک کے رشتہ کا فرق رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

اولو الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللہ (الاحزاب ۶)

اسٹ کی کتاب کی رو سے بعض رشتہ دار بعض رشتہ داروں سے زیادہ حق دار ہیں۔

کوئی مسلمان کسی خاص آدمی کو اپنا عضو دے تو سکتا ہے لیکن کسی تنظیم کے لئے عطیہ دینا جائز نہیں۔ مثلاً اعضا کے بنک، جہاں ان کو سائنسی طریقوں سے محفوظ رکھا جاتا ہے تاکہ ضرورت کے وقت ان کو استعمال کیا جاسکے۔
اعضا کی بیع ناجائز ہے جب انسانی اعضا کا عطیہ جائز ہے تو کیا اس کی بیع بھی جائز ہے؟ اس کا جواب ڈاکٹر یوسف قرضاوی یہ دیتے ہیں کہ اعضا کے عطیہ کے جواز سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی بیع بھی جائز ہے کیونکہ بیع کی تعریف فقہاء نے ان الفاظ میں کی ہے:-

”مبادلة مال بمال بالتراضي“

یعنی طرفین کی رضامندی سے ایک مال کا دوسرے مال سے بدلنا۔

انسان کا بدن مال نہیں ہے کہ اس کو خرید و فروخت کے دائرہ میں شامل کیا جائے اور اعضا انسانی کی خرید و فروخت ہونے لگے لیکن عضو سے فائدہ اٹھانے والا شخص عضو عطا کرنے والے کو کچھ مال پہلے سے ملے کئے بغیر مہر۔ عطیہ یا تعاون کی شکل میں دے دے۔ تو یہ جائز بلکہ پسندیدہ ہے اور اس کا شمار مسکرم اخلاق میں ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ مقروض اپنا قرض ادا کرتے وقت قرض کی رقم سے کچھ زیادہ ہی ادا کر دے۔ جس کی پہلے سے کوئی شرط نہ رکھی ہو ایسا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے کہ جس طرح کا مال دیا تھا اس سے بہتر واپس کیا اور فرمایا:-

ان خياركم احسنكم قضاء۔ تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اچھے طریقے سے ادا کرنے والے ہوں

کیا میت کے عضو سے کیا کرنے کے بعد اجزا ر بدن کے استعمال کی وصیت جائز ہے؟ کیا ان کا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے؟ استعمال میت کی حرمت کے خلاف ہے؟ ڈاکٹر یوسف قرضاوی فرماتے

ہیں جب کسی شخص کے لئے اس کی زندگی میں اپنے کسی عضو کا عطیہ دینا جائز ہے۔ حالاں کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ اس سے اسے نقصان پہنچ سکتا ہے (گو کہ یہ احتمال مرجوح ہے) تو مرنے کے بعد اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی اس لئے کہ اس کا فائدہ زندہ شخص کو پہنچ رہا ہے۔ میت کے اعضا چند دنوں کے بعد خراب ہو جاتے ہیں۔ اور مٹی ان کو کھا جاتی ہے۔ اگر ان کے استعمال کی اجازت اس بزدل سے دی جائے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قسرت حاصل ہوگی تو امید ہے کہ انسان اپنے اس عمل اور اس نیت پر ثواب کا مستحق ہوگا۔ اس کی حرمت

کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ اور مسئلہ میں اصل اعتبار اباحت کا ہونا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی شرعی صحیح اور واضح دلیل ہو جس سے کہ عدم جواز لازم آتا ہو اور یہاں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بعض فیصلوں میں صحابہ کرام سے یہ کہا تھا کہ کوئی ایسی چیز جو تمہارے بھائی کو فائدہ پہنچاتی ہو اور تم کو نقصان نہ پہنچاتی ہو تو تم اس سے کیوں روکتے ہو۔ یہی بات یہاں بھی جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بات یہ کہی جاتی ہے کہ ایسا کرنا میت کی حرمت کے منافی ہے۔ جس کی شریعت اسلامیہ نے رعایت کی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔

” کسر عظم الميت کسکو عظم المحی“ (احمد)

مردہ شخص کی ہڈی توڑنا زندہ شخص کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔

اس سلسلہ میں ہم کہیں گے کہ میت کے جسم کے عضو کا استعمال کرنا اس کی شرعی حرمت کے منافی نہیں ہے عضو نکالنے کے باوجود اس کے جسم کی حرمت محفوظ ہوگی۔ اس کی بے حرمتی نہیں کی جائے گی۔ زندہ شخص کے جسم کی طرح اس کے جسم کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اس سے عضو حاصل کیا جائے گا۔ حدیث میں ہڈی توڑنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ میت کو شکہ نہ کیا جائے۔ اور اس کو مسخ نہ کیا جائے۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ جنگوں میں کیا کرتے تھے۔ اور اب بھی ایسا کیا جاتا ہے۔ اسلام اسے ناپسند کرتا ہے۔

کوئی شخص یہ اعتراض نہ کرے کہ اسلاف سے اس مسئلہ میں کچھ منقول نہیں ہے۔ اس لئے ہم اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتے۔ یہ بات اس وقت صحیح ہوتی جب یہ ضرورت ان کے زمانہ میں پیش آئی ہوتی اور وہ اس پر قادر ہوتے ہوتے بھی ایسا نہ کرتے۔ بہت سارے مسائل ایسے ہیں جن سے ہمارا اس وقت سابقہ ہے لیکن اسلاف سے اس بارے میں کچھ منقول نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ان کے زمانہ میں نہیں تھے۔ فتویٰ زمان و مکان، ظرف اور حالات کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ اس بات کا اعتراف بڑے بڑے محققین نے کیا ہے اس مسئلہ میں جو قید لگائی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ عطیہ پورے جسم کا یا بیشتر حصہ کا نہ کیا جائے اور نہ اتنے حصہ کا کیا جائے کہ اس پر میت کے احکام غسل، تکفین، نماز، سنازہ اور دفن پر عمل ہی نہ کیا جاسکے۔ کسی ایک یا بعض اعضا پر اس کا انطباق نہیں ہوتا۔

اس مسئلہ پر شیخ محمد متولی شبراوی کا خیال ہے کہ اعضاء کا عطیہ دیا جاسکتا ہے نہ فروخت کیا جاسکتا ہے اس کے حوالے سے شیخ عبدالقادر عاری فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ پر مصر میں جو بحث و مباحثہ جاری ہے

اس پر جہاں معاصر علماء نے بحثیں کی ہیں وہاں قدیم علماء نے بھی اس کے محدود پہلوؤں پر بحث کی ہے۔ علماء کرام نے جس چیز کو رائج قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ اعضا کی بیع اور اس کی تجارت جائز نہیں ہے لیکن قریبی اعزہ کو عطیہ دیا جاسکتا ہے۔ بعض لوگ رشتہ داروں اور غیر رشتہ داروں میں کوئی فرق نہیں کرتے جن لوگوں نے رشتہ داروں کی قید لگائی ہے ان کے نزدیک اس کا مقصد اس کے مادی اور مالی پہلو کو ختم کرنا تھا۔

شیخ شعراوی کا اس مسئلہ میں جو نقطہ نظر ہے وہ اس پر قابل ملامت نہیں ہیں اس لئے کہ مسئلہ اجتہادی ہے ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ انسان کے جسم میں ملکیت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ لہذا اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے جسم کے اعضاء میں خرید و فروخت یا عطیہ کے ذریعہ تصرف کرے۔ اس بارے میں صحیح موقف یہ ہے کہ اکثر علماء کا یہی خیال ہے کہ اعضاء کا عطیہ جائز ہے اگر اس طرح کرنے میں کسی نقصان کا اندیشہ نہ ہو کہ اس کی زندگی ہی خطرہ میں پڑ جائے۔

شیخ عبدالقادر عاری فرماتے ہیں:-

صحافیوں نے شیخ شعراوی کے فتویٰ کا استحصال کیا۔ انہوں نے ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کر دیں جو انہوں نے نہیں کہی تھیں۔ مثلاً انہوں نے کہا کہ شیخ شعراوی کا یہ خیال ہے کہ مریض کا علاج ہی نہ کیا جائے اور اسے یونہی چھوڑ دیا جائے۔ حالانکہ یہ نامناسب ہے اس لئے کہ یہ بات شیخ شعراوی نے نہیں کہی تھی بلکہ ان کے تمام لکچروں میں یہ سنتے رہے ہیں کہ وہ انسان کو مرض کی حالت میں تدابیر اختیار کرنے کی بات کہتے ہیں۔ جب کسی مسئلہ پر دینی و فقہی نقطہ نظر سے بحث کی جا رہی ہو تو بہتر یہی ہے کہ بحث و مباحثہ میں صرف اس موضوع کے ماہرین ہی حصہ لیں۔ صحافیوں کا کام صرف یہ ہے کہ وہ ان آراء کو صحیح طریقہ سے دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ اسی طرح معاملہ طبی نوعیت کا ہو تو اطباء ہی کو اظہار خیال کرنا چاہئے۔ ان کی رائے معتبر ہوگی۔ علماء کو اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اس کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ کرنے کا حق علماء ہی کو حاصل ہوگا۔

مغربی ممالک کے اخبارات میں اس طرح کی خبریں آئے دن چھپتی رہتی ہیں کہ شریکین نے اعضا انسانی کی تجارت شروع کر رکھی ہے۔ بعض حکومتوں نے اس بات کا بھی انکشاف کیا ہے کہ اعضا کے فتنل کرنے میں لوگ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں تک کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں اس گناہ کا

ارتکاب زیادہ ہونے لگا ہے۔ افریقہ، ایشیا اور لاطینی امریکہ میں بھی انسانوں کی زندگیوں کی تجارت ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ممالک کے اہل ثروت جن کو مطلوبہ اعضاء دل، گردہ، آنکھ وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے ان کے حاصل کرنے میں وہ بے دریغ رقم صرف کرتے ہیں اور یہ تجارت ان کو فراہم کرنے کے لئے بچوں کا اغوا کرتے ہیں۔ یہ تجارت اتنے بڑے پیمانے پر ہو رہی ہے کہ اس وقت بعض ترقی یافتہ ممالک کے ہسپتالوں میں اعضاء انسانی کے بنک قائم ہیں۔

اس سلسلہ میں ڈاکٹر علی ساہووس فرماتے ہیں کہ انسان اپنے جسم کے اعضاء کا مالک نہیں ہے اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔ اعضاء جسم سے انتفاع کا حق صرف انہی حدود میں ہے۔ جن حدود میں ان کی تخلیق ہوئی ہے اور آدمی اس کا بھی مالک نہیں ہے کہ جسم کے بعض اعضاء سے دست بردار ہو جائے لہذا جسم انسانی اور اس کے اعضاء کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔

ڈاکٹر علی ساہووس فرماتے ہیں۔ اس موضوع پر تنظیم اسلامی کانفرنس کی ذیلی فقہ اسلامی کمیٹی کے چوتھے اجلاس میں جو ۸ تا ۲۳ جمادی الآخر ۱۴۰۸ھ مطابق ۶ تا ۱۱ فروری ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوئی تھی بحث ہوئی تھی۔ کمیٹی نے اعضاء سے فائدہ اٹھانے کی دو صورتیں بیان کی تھیں۔ ۱۔ زندہ شخص کا کوئی عضو نکالنا۔ ۲۔ مردہ کا کوئی عضو نکالنا۔

پہلی قسم میں اس کی مندرجہ ذیل صورتیں آتی ہیں۔

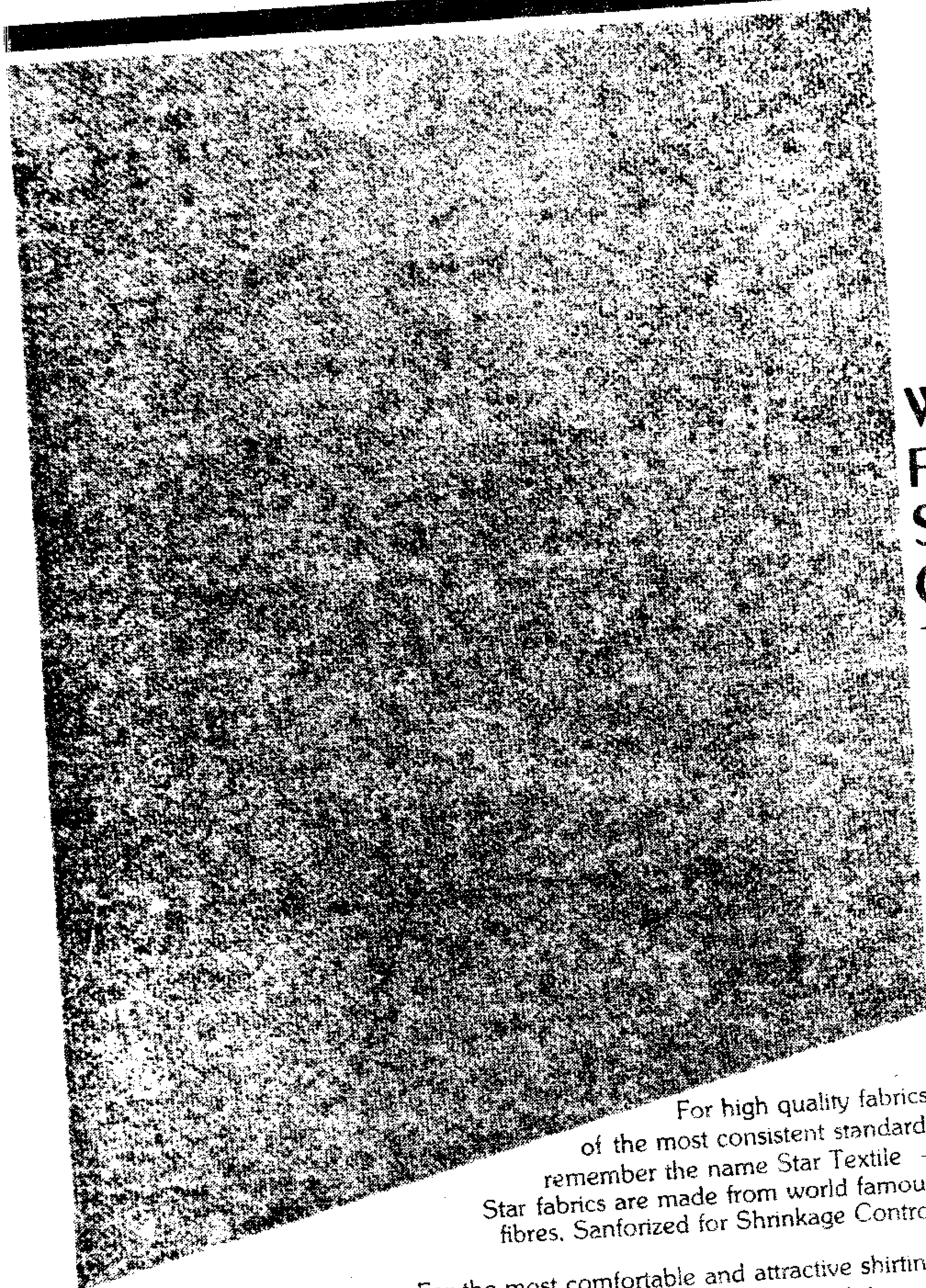
(۱) ایک ہجیم میں کسی جگہ سے ایک عضو کو لے کر دوسری جگہ اس کی پیوند کاری کرنا مثلاً جگر، ہڈیاں اور خون وغیرہ۔

(ب) زندہ انسان کے اعضاء کو دوسرے زندہ انسان میں منتقل کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) زندگی کا دار و مدار اس عضو پر ہوگا جو نکالا جا رہا ہے یا نہیں ہوگا، اگر اسی عضو پر زندگی کا انحصار ہو تو یا تو وہ ایک ہی ہوگا جیسے دل، جگر وغیرہ ایک سے زائد ہوں گے مثلاً گردے اور پھیپھڑے اور ایسا عضو جس پر زندگی کا انحصار نہ ہو تو یا تو وہ جسم میں بنیادی کام انجام دیتا ہوگا یا نہیں اور یا تو اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہوگا جیسے خون یا اضافہ نہیں ہوتا ہوگا اور یا تو اس سے انساب، موردی چیزیں اور عام شخصیت متاثر ہوتی ہوگی جیسے خصیہ، بیضہ اور اعصابی نظام کے خلیے اور یا اس سے یہ چیزیں متاثر نہیں ہوتی ہوں گی۔

دوسری قسم یہ ہے کہ میت سے اعضاء کو منتقل کیا جائے۔ اس سلسلہ میں یہ بات ملحوظ رکھنے کی ہے کہ موت کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک دماغ کی موت۔ جس سے دماغ کے تمام کام ہمیشہ کے لئے مکمل طور پر معطل ہو جاتے ہیں۔ دوسری حالت یہ ہے کہ سانس اور دل کی حرکت پورے طور پر بند ہو جائے۔ اس صورت میں طبی گنجائش نہیں رہتی۔

ڈاکٹر فالکس فرماتے ہیں کہ بدن کے وہ اجزاء جو از سر نو پیدا ہوتے رہتے ہیں مثلاً خون کا عطیہ یا ایک ہی شخص میں جلد ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا۔ ان سے فائدہ اٹھانے کے سلسلہ میں کمیٹی کے ممبران میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا، البتہ ان اجزاء کے سلسلہ میں جو از سر نو نہیں پیدا ہوتے۔ کمیٹی کے ممبران نے غور کیا اور ان کی یہ رائے ہوئی کہ انسان ان اعضاء کا مالک نہیں ہے مگر یہ کہ وفات کے وقت اہل کو ان اعضاء سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ جب کہ دوسرے شخص کو اس سے فائدہ پہنچایا جاسکتا ہے مثلاً دل کسی ضرورت مند مریض میں اس کا دل منتقل کیا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کا کوئی نقصان بھی نہیں ہے، اور دوسری طرف اس سے اہم فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے کمیٹی کے تمام ممبران نے یہ رائے ظاہر کی کہ کسی زندہ شخص کی زندگی کو بچانے کے لئے میت کے اعضاء سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ جب کہ اس زندہ شخص کی زندگی سے فائدہ واضح ہو۔ ایسے مواقع پر شرعی اصول ”الضرورات تبیح المحظورات“ (ناگزیر ضروریات ممنوع چیزوں کو جائز کر دیتی ہیں) کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ یہاں ممنوع چیز زندہ کو قتل کرنا ہے اور میت کی حرمت زندہ کی حرمت کی طرح ہے چونکہ یہاں شرعی مصلحت پائی جاتی ہے اس لئے ایسا کرنا جائز ہے لیکن اس کے ساتھ تمام لوگوں نے یہ شرط عائد کی ہے کہ موت سے قبل اس شخص سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر اس نے اس بات کی وصیت نہ کی تو اس کے ورثہ کی طرف سے اس کی اجازت ہو اور اگر اس کا کوئی وارث نہ ہو تو مسلمانوں کے حاکم کی مرضی ضروری ہے۔ کیونکہ میت یا اس کے وارثین یا مسلمانوں کے حاکم کی اجازت کے بغیر اس کے جسم سے کوئی عضو نکالنا جائز نہیں۔ مثلاً اگر کسی ہسپتال میں کسی کا انتقال ہو جائے اور اس سے اس کے جسم کے کسی عضو کے لینے کی اجازت نہ لی گئی ہو اور اس کا کوئی وارث بھی نہ ہو جس سے اجازت لی جائے اور نہ مسلمانوں کے حاکم کی طرف سے ہی اس کی اجازت ہو تو اس کے جسم سے کسی عضو کا لینا جائز نہیں ہے۔



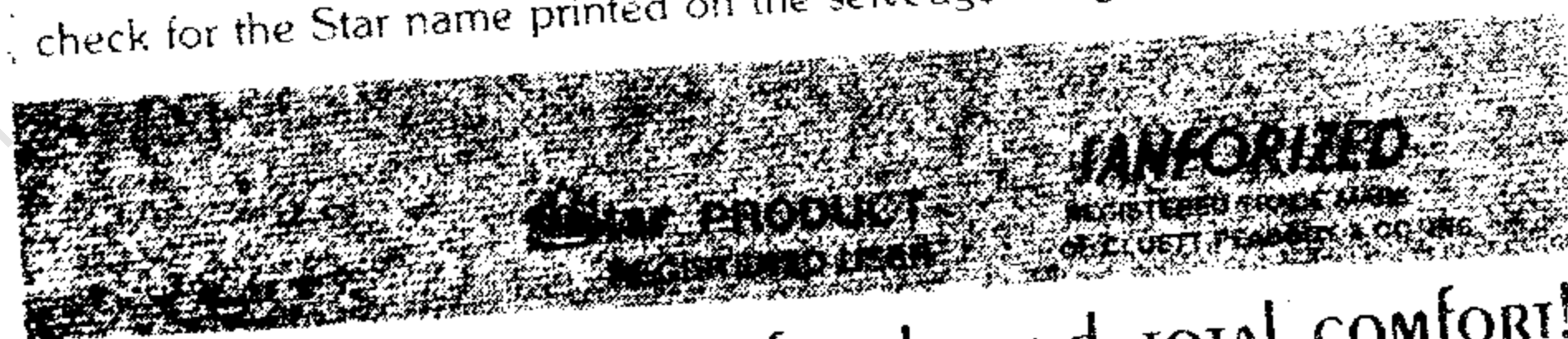
WE'VE DEVELOPED
FABRICS WITH
SUCH LASTING
QUALITY AND STYLE
THAT THERES ONLY
ONE WORD FOR IT



For high quality fabrics
of the most consistent standard,
remember the name Star Textile -
Star fabrics are made from world famous
fibres, Sanforized for Shrinkage Control.

For the most comfortable and attractive shirting
and shalwar qameez suits, look for the colour of
your choice in Star's magnificent Shangrila, Robin,
Senator fabrics.

To make sure you get the genuine Star quality,
check for the Star name printed on the selvedge along every alternate metre.



... THE ESSENCE OF STYLE AND TOTAL COMFORT!
Star Textile Mills Limited Karachi
P.O. BOX NO. 4400 Karachi 74000

WINGS